اعتکاف احکام ومسائل

شاکر عادل عباس تیمی

اعتکاف: ”دنیا کے سارے کاروبار چھوڑ کر تقرب الی اللہ اور طاعت کی غرض سے مسجد میں گوشہ نشیں ہو جانا۔“

مشروعیت: آپ ﷺ ہر سال رمضان میں ۱۰ دنوں کا اعتکاف کیا کرتے تھے، انتقال کے سال آپ نے ۲۰ دن کا اعتکاف کیا۔ [صحیح بخاری: ۲۰۴۴]

مقصد: ”انسان کا دل اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جائے، وہ دنیوی مصروفیات سے آزاد ہو۔ اس کی ہر فکر اللہ کی رضاجوئی اور تقرب کے حصول کے لیے ہو۔“ [ابن القیم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف وتوصیف اور جملہ حمد وثنا کی مستحق وسزاوار کوئی ذات ہے، تو وہ صرف رب ذوالجلال کی ہے۔ جس نے کائنات کی تخلیق فرمائی، اسے سجایا، سنوارا اور بنی نوع انسان کے لیے مسخر کر دیا۔ اور اس بات کی وضاحت فرمائی کہ گرچہ یہ کرہ ارضی اور بے ستون کا آسمان اور ان دونوں میں موجود مخلوقات تمہارے لیے پیدا کی گئیں ہیں، تاہم یاد رہے کہ تمھاری پیدائش کا مقصد صرف میری عبادت اور طاعت وفرماں برداری ہے، اور نافرمانی کی پاداش جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔ رحمت وسلامتی کا نزول ہو جملہ انبیائے کرام پر، خصوصا نبی آخر الزماں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اور آپ کے آل واصحاب پر۔

زیر نظر یہ مقالہ اعتکاف کی مشروعیت اور اس کے احکام ومسائل کو محیط ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے۔

اعتکاف کا مفہوم:

لغت میں اعتکاف کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کر لے اور اس پر قائم رہے۔

شریعت کی اصطلاح میں ''دنیا کے سارے کاروبار چھوڑ کر تقرب الی اللہ اور طاعت کی غرض سے مسجد میں گوشہ نشیں ہو جانے کو اعتکاف کہتے ہیں''۔

اعتکاف کی مشروعیت:

یہ رمضان المبارک میں ادا کی جانے والی ایسی ثابت سنت ہے، جس کو آپ ﷺ نے تاحیات اپنی زندگی میں باقی رکھا، بلکہ وفات کے سال نبی رحمت ﷺ نے 20 دن کا اعتکاف کیا۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر سال رمضان میں 10 دنوں کا اعتکاف کیا کرتے تھے، انتقال کے سال آپ نے 20 دن کا اعتکاف کیا۔[1]

اسرار ومقاصد:

امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ اس ضمن میں فرماتے ہیں: ''اللہ تعالی نے اعتکاف کو مشروع قرار دیا، جن کا مقصود اور جس کی روح یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالی کے ساتھ وابستہ ہو جائے، وہ دنیوی مصروفیات سے آزاد ہو اور اسے اشتغال بالحق کی نعمت میسر ہو جائے۔ اس کی ہر فکر اللہ کی رضاجوئی اور اس کے تقرب کے حصول کے لیے ہو۔ یہ ہے اعتکاف کا عظیم مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرے کے ساتھ مخصوص ہے۔''[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: (2044)

[2] زاد لمعاد، 2/87-86 تلخیص

اعتکاف کی قسمیں:

علمائے کرام نے اس کی 3 قسمیں بیان کی ہیں: واجب، سنت موکدہ اور مستحب۔[1]

- **واجب:** اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مان لی تو اس پر اعتکاف واجب ہے۔[2] چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رسول کریم ﷺ سے کہا کہ میں نے دور جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی نذر پوری کرو۔"[3]
  امام ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "اعتکاف واجب نہیں ہے، لیکن اگر کسی نے اس کی نذر مان لی تو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔"[4]
- **سنت موکدہ:** رمضان المبارک میں آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنت ہے۔[5] اور اس بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث گزری کہ آپ ﷺ ہر سال رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور وفات کے سال آپ ﷺ نے 20 دن کا اعتکاف کیا۔
- **مستحب:** واجب اور سنت کے علاوہ اعتکاف مستحب بھی ہے۔

اعتکاف کی شرطیں:

- الاسلام:
- العقل:
- التمییز:
- النیۃ:
- **جنابت سے پاکی:** اعتکاف کے لیے جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے، اسلیے کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں، چنانچہ اگر معتکف طبعی جنبی ہو جائے تو فوراً غسل کرلے۔

---

[1] الموسوعہ الفقہیہ 208/5

[2] المغنی 456/4

[3] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: (2043)، صحیح مسلم: (4269)

[4] مرعاۃ المفاتیح، 142/7

[5] حوالہ سابق

- **حیض ونفاس سے پاکی:** حیض و نفاس والی عورت کا اعتکاف درست نہ ہوگا، البتہ مستحاضہ عورت اعتکاف کر سکتی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا، حالاں کہ وہ استحاضہ کی حالت میں تھیں۔"[1]
- **وقوف مسجد:** اعتکاف کے لیے مسجد بنیادی شرط ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**ولاتباشروهن وأنتم عاكفون في المساجد**﴾[2] اور جب تم مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہو، تو اپنی بیویوں سے مباشرت مت کرو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اگر مسجد کے باہر اعتکاف درست ہوتا، تو آیت مذکور میں مباشرت کی حرمت مسجد کے ساتھ ذکر نہ کی جاتی، اس لیے کہ بیوی سے مباشرت اعتکاف کے منافی ہے۔"[3]
شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں "اعتکاف صرف اسی مسجد میں جائز ہے جہاں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاتی ہو۔"[4]

- **روزہ:** عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "**ولا اعتكاف الا الصوم** "روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔اور یہی مسلک امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ کا بھی ہے۔جمہور سلف اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کو راجح قرار دیا ہے۔[5] لیکن امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں کہ "**من لم یر علیه صوماً اذا اعتكف** " باب کے تحت اعتکاف نذر کی عمر رضی اللہ عنہ والی روایت اس بات پر دال ہے کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔

دونوں روایت کے مابین تطبیق کی صورت یہی ہو گی کہ رمضان کے علاوہ ایام میں معتکف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔ جیسے عمر رضی اللہ عنہ نے نذر کا اعتکاف ایک رات کیا۔ رہی بات رمضان کے اعتکاف کی تو وہ روزہ کے ساتھ خاص ہے، اس لیے کہ بحالت روزہ ہی آپ ﷺ سے اعتکاف ثابت ہے، پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی روزہ ہی کی حالت میں اعتکاف کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی وہ ٹھوس دلائل ہیں جس سے استدلال کرتے ہوئے جمہور سلف، امام ابن القیم الجوزیہ اور امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ نے اعتکاف کے لیے روزہ کے شرط والی بات کو راجح قرار دیا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر : (2037)
[2] البقرۃ:187
[3] فتح الباری،4/271-272
[4] غنیۃ الطالبین 7/1
[5] زاد لمعاد2/87-88

- **سلیم العقل:** اعتکاف کی شرط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان پاگل نہ ہو، خبط الحواس نہ ہو، چوں کہ ایسی صورت میں وہ اچھے اور برے عمل کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا۔

مستحبات اعتکاف:

- امام ابن قدامہ مقدسی لکھتے ہیں کہ ''معتکف کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ لایعنی اور فضول باتوں سے بچ کر زیادہ سے زیادہ اپنے قیمتی اوقات کو نماز، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی اور دیگر طاعات کے کاموں میں لگائے۔ زیادہ باتیں نہ کرے، کیوں کہ زیادہ باتیں بنانے والا ہی زیادہ ٹھوکر کھاتا ہے۔''
ابو بسرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر فضول بات یا کام کو ترک کرنا انسان کے حسن اسلام میں سے ہے۔''[1] جنگ وجدال، لڑائی جھگڑے اور برا بھلا کہنے سے بچیں کیوں کہ یہ تمام باتیں جب عام حالت میں ناپسندیدہ ہیں تو حالت اعتکاف میں تو بدرجہ اولی ناپسندیدہ ہوں گی۔ ''[2]
- مسجد کے اندر کوئی مخصوص جگہ بنالے۔ نافع کہتے ہیں کہ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے۔''[3]
- علوم شرعیہ کا مطالعہ، کتب تفسیر وحدیث کا پڑھنا، انبیا وصالحین کی سیر وسوانح اور دیگر کتب فقہیہ ودینیہ کا مطالعہ بھی مستحبات میں شامل ہے۔[4]

مباحات اعتکاف: یعنی حالت اعتکاف میں کن امور کو انجام دینا جائز ہے۔

- معتکف کے لیے حوائج ضروریہ جیسے کھانے پینے اور قضائے حاجت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح غسل جنابت یا وضو کے لیے بھی مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ثابت ہے کہ ''رسول ﷺ اعتکاف کے دنوں میں گھر صرف حوائج ضروریہ (بول وبزار) کے لیے ہی آتے تھے۔''[5]
- بحالت اعتکاف جائز ہے کہ انسان مسجد میں کسی کو ضرورت کے وقت خرید وفروخت کی ہدایت کرے، عمدہ لباس پہنے، سر میں تیل لگائے، خوشبو کا استعمال کرے اور ناخن تراشے وغیرہ۔

---

[1] سنن ترمذی: 2318، سنن ابن ماجہ: 3976، البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی، صحیح کہا ہے۔
[2] المغنی، 4/479-480
[3] صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: (1171)
[4] فقہ السنۃ 4/423
[5] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: (2029)، صحیح مسلم: (297)

❖ اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی سے اپنا سر دھلوانا جائز ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران اعتکاف مسجد سے باہر اپنا سر بڑھاتے اور میں آپ کا سر دھلتی، حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھیں۔'' [1]
❖ معتکف مسجد میں چارپائی بھی لے جاسکتا ہے، شرط ہے کہ جگہ تنگ نہ ہواور نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

مبطلات اعتکاف: یعنی جن کاموں کے کرنے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔

☒ معتکف اپنی بیوی سے بوس وکنار یا مجامعت کرلے۔اللہ کا فرمان ہے کہ ''اور تم مسجد میں حالت اعتکاف میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو، یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا۔'' [2]
☒ جنون یا نشہ طاری ہو جانے کی وجہ سے عقل چلی جائے تو بھی اعتکاف باطل ہو جائے گا۔اس لیے کہ عقل ہی صحیح اور غلط کے مابین فرق کرنے والی ہے جو کہ اعتکاف کی شرائط میں سے ہے۔
☒ عورت کے لیے حیض ونفاس کا خون شروع ہونے سے اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ کیوں کہ ایسی صورت میں طہارت وپاکیزگی کی شرط باقی نہیں رہتی۔
☒ ارتداد سے بھی اعتکاف باطل ہو جائے گا۔فرمان الٰہی ہے ''اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' [3]
☒ بغیر ضرورت عمداً تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی باہر نکلنے سے اعتکاف باطل ہو جائے گا،اس لیے کہ مسجد میں ٹھہرے رہنا اعتکاف کی شرط یا رکن ہے۔
☒ معتکف مریض کی عیادت بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی جنازے میں شریک ہو سکتا ہے۔عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی عیادت نہ کرے، نہ جنازہ میں شریک ہو، نہ عورت کو چھوئے، نہ مباشرت کرے اور نہ ہی حوائج ضروریہ (کھانا، پینا، پیشاب، پاخانہ) کے علاوہ باہر نکلے۔'' [4]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: (2028)
[2] البقرۃ،187
[3] الزمر،65
[4] سنن ابوداود، کتاب الصیام، حدیث نمبر: (2473)۔ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں 'حسن صحیح' کہا ہے۔

عورتوں کا اعتکاف:

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری زندگی رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے، اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔"[1]

اس حدیث کے ضمن میں البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے۔ لیکن بہر صورت یہ اولیا کی اجازت اور مردوں کے اختلاط کے فتنے سے بچنے کی صورت میں ہی جائز ہوگا۔ اس قید و شرط پر بے شمار دلیلیں ہیں، اور فقہی قاعدہ بھی ہے کہ "مفاسد کو ختم کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہے۔"[2]

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ عورتوں کے اعتکاف کی جگہ بھی مسجد ہی ہے۔ معاشرے میں عورتوں کے اعتکاف کے بارے میں جو مشہور ہے کہ وہ اعتکاف گھر میں کریں گی تو اس کے شواہد دور نبوی میں نہیں ملتے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی صحیح نص ثابت ہے۔

آج یہ سنت متروک ہوتی چلی جارہی ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ ہم اپنے قیمتی اوقات سے اعتکاف کے لیے وقت نکالتے، اور اجر و ثواب سے اپنے دامن مراد کو بھر لیتے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ نے اس کی توفیق بخشی۔

وصلی اللہ علی نبیہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، حدیث نمبر: (2026)، صحیح مسلم: حدیث نمبر: (1172)

[2] قیام رمضان اور اعتکاف، 30-31